

از عدالت الاعظمیٰ

ریاست بمبئی

بنام

سردار ویسٹکٹ راو کرشن نار او گو جبر

(اے۔ کے۔ سرکار، کے۔ سباراؤ اور جے۔ آر۔ مدھولکر، جسٹسز)

مالکان حقوق کا خاتمہ۔ آبادی میں ملکیت کے مقامات کا تصفیہ۔ بے پردہ اوٹس اور چبوترے، چاہے عمارتیں۔ عمارتیں، کامنہوم، ایم۔ پی۔ مالکان حقوق کا خاتمہ (جاگیریں، محل، الگ تھلگ زمینیں) ایکٹ 1950 (ایم۔ پی۔ آئی آف 1951)، دفعہ 5 (اے)۔

ان کے گاؤں میں مدعا علیہ کے ملکیتی مفاد کو ایم پی مالکانہ حقوق (جاگیروں، محلوں، الگ تھلگ زمینوں) ایکٹ، 1950 کے ذریعہ ختم کر دیا گیا تھا، اور دفعہ 4 کے ذریعہ تمام حقوق، عنوان اور مفادات ریاست کو تفویض کیے گئے تھے۔ اس قانون کی دفعہ 5 (اے) میں کہا گیا ہے کہ جہاں ملکیت دار سے متعلق کوئی عمارت، آبادی کی زمین کے کسی حصے پر موجود ہے، وہ زمین اور ان عمارتوں کی زمین سابق مالک کے پاس آباد کی جائے گی۔ اوٹس اور چبوترے سے ڈھکی ہوئی زمین جس پر شید تعمیر کیے گئے تھے، مدعا علیہ کے ساتھ آباد کی گئی تھی لیکن وہ زمین نہیں جس پر کھلے کھلے اوٹس اور چبوترے موجود تھے۔

یہ کہتے ہوئے کہ مدعا علیہ قانون کی دفعہ 5 (اے) کے تحت اس زمین کو اپنے پاس آباد کرنے کا حق رکھتا ہے جس پر اوٹس اور چبوترے موجود تھے اور اس کے پاس موجود زمین بھی۔ دفعہ 5 (اے) میں استعمال ہونے والے ٹیرا 'عمارتوں' کے اندر کھلے اوٹس اور چبوترے آتے ہیں۔ دفعات سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں

مالک نے گاؤں کے مقامات کی حدود کے اندر آبادی کے مقام پر کچھ تعمیر کرنے پر پیسہ خرچ کیا تھا، وہ جگہ اس کے ساتھ آباد کی جانی تھی۔ اس کے مطابق لفظ 'عمارتوں' کو اس کے لغوی معنی اسی چیز کے طور پر دینے ہوں گے جو تعمیر کی گئی ہے۔

موثر بمقابلہ. ولیمز، (1892) 1 کیوبی 217، مورسین بمقابلہ. ان لینڈ ریونیو کے کمشنرز، (1915 1 کے بی 716 اور سیول اسمال بمقابلہ پارک وے آٹو سپلائیز، 149 ایل آر 1361) ممتاز ہیں۔

سول اپیل نمبر 455/59۔

سابق کے 16 جنوری 1956 کے فیصلے اور حکم نامے سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل ناگپور ہائی کورٹ نے 1954 کی پٹیشن نمبر 448 میں لکھا۔

اپیل کنندگان کی طرف سے این ایس بندر اور ڈی گپتا۔

جواب دہندگان کی طرف سے پرشوتم ترکم داس، جی جے گھاٹے اور نونیت لال شامل ہیں۔

6 اپریل 1962ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس مدھولکر: مدعا علیہ ضلع ناگپور کی تحصیل عمر کے موزہ بھوپور کے مالک تھے۔ گاؤں میں ان کی ملکیتی دلچسپی کو مدھیہ پردیش کے ملکیتی حقوق (جاگیروں، محلوں، الگ تھلگ زمینوں) ایکٹ، 1950 (1951) کا ایم پی (ا) کے ذریعے ختم کر دیا گیا تھا۔ اس قانون کی دفعہ 4 کی بنیاد پر، بھوپور میں تمام راستوں، گاؤں کی جگہوں، ٹوپیوں، بازاروں اور نیلوں میں تمام حقوق، عنوانات اور مفادات، دیگر کے علاوہ، ریاست مدھیہ پردیش کو ریاست کے مقاصد کے لئے تفویض کیے گئے ہیں، جو ایکٹ کی دفعہ 4 (1) (اے) کے تحت تمام الزامات سے آزاد ہیں۔ ریاستوں کے ری آرگنائزیشن ایکٹ، 1956 کی دفعات کے تحت یہ حقوق ریاست بمبئی کو حاصل ہیں اور اب ریاست مہاراشٹر میں بمبئی ری آرگنائزیشن ایکٹ، 1960 (1960) کی

بنیاد پر۔ دفعہ 4 (ایل) (اے) کی دفعات درج ذیل ہیں:

'مالکان یا کسی بھی ایسے شخص کو تمام حقوق، مالکانہ حقوق اور مفادات حاصل ہیں جو مالک کے ذریعے اس طرح کے علاقے میں زمین (قابل کاشت یا بنجر) زمین، گھنے جنگل، جنگل، درخت، ماہی گیری، بنویں، تالاب، پانی کے نالے، کشتیاں، راستے، گاؤں کی جگہیں، ٹوپیاں، بازار اور میلے..... ریاست کے مقاصد کے لئے ریاست کو ہر قسم کی ذمہ داریوں سے پاک کر دیا جائے گا۔ اور رہن قرض یا چارج یا کوئی ملکیتی حق اس ایکٹ کی دفعات کے تحت مالک کو اس طرح کے ملکیتی حق کے لئے ادا کیے جانے والے معاوضے کی رقم پر چارج ہوگا۔

اس قانون کے نافذ العمل ہونے کے بعد 19 جنوری 1952 کو فیصلہ ہونے والے ریونیو کیس نمبر 583/1-اے-4-1950-51 میں معاوضہ افسر، عمر کی عدالت میں معاوضہ افسر، عمر کی عدالت میں معاوضے کی کارروائی شروع کی گئی۔ معاوضہ افسر نے کہا کہ خسرہ نمبر 61/1 میں سے 10.14 ایکڑ زمین جو گاؤں کے کاغذات میں آبادی کے طور پر درج ہے جس میں بازار منعقد ہوتا ہے، کو دفعہ 5 (اے) کے تحت مدعا علیہ کے ساتھ طے کیا جانا چاہئے۔

زمین کے ایک حصے پر جو بازار کے لیے استعمال ہوتا تھا، اوٹ اور چبوترے، شیڈ کے ساتھ یا اس کے بغیر، اور راستوں کے ذریعے الگ الگ، موجود ہیں۔ یہ عام بنیاد ہے کہ وہ جواب دہندہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بھی عام بات ہے کہ اوٹ اور چبوتروں سے ڈھکی ہوئی زمین جس پر شیڈ تعمیر کیے گئے ہیں، اسے مذکورہ بالا ریونیو کیس میں مدعا علیہ پر آباد کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ حالانکہ، مدعا علیہ کی دلیل یہ تھی کہ نہ صرف وہ شیڈ اور زمین جس پر وہ شیڈ بنائے گئے تھے، بلکہ کھلے کھلے اوٹے اور چبوترے بھی ان کے پاس قانون کی دفعہ 5 (اے) کی دفعات کے تحت اور ان ڈھانچوں کے لیے مختص زمین کی بنیاد پر طے کیے جانے چاہیے تھے۔ ان کے مطابق، اس زمین کا کل رقبہ ۸۵ء ۱۲ ایکڑ ہے۔ اس لئے مدعا علیہ نے معاوضہ افسر کے حکم کے خلاف اپیل کو ترجیح دی جس میں اس پر صرف 10.14 ایکڑ زمین کو آباد کرنے کی ہدایت دی گئی تھی۔ حالانکہ، اس اپیل کو ایڈیشنل کمشنر آف لینڈ ریفارمز اور ایڈیشنل کمشنر آف سیٹلمنٹ، مدھیہ پردیش نے ۲۸ مارچ، ۱۹۵۲ کو خارج کر دیا تھا۔ اس کے بعد جواب دہندہ سے کہا گیا کہ وہ اپنے اوٹ اور چبوترے ہٹادیں۔

اس کے باوجود، سابق مالکان پر اوٹا اور چبوتروں کے ذریعے ڈھکی ہوئی زمین کو آباد کرنے کے معاملے پر حکومت غور کر رہی تھی۔ 16 مئی، 1952 کو ڈائریکٹوریٹ آف انفارمیشن اینڈ پبلسٹی، حکومت مدھیہ پردیش کی جانب سے ایک پریس نوٹ جاری کیا گیا، جس کا مادی حصہ اس طرح ہے:

حکومت کا ماننا ہے کہ سابق مالکان کو مواد وغیرہ بٹانے کا جو اختیار دیا گیا ہے، اس سے ایسے معاملات میں ان کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ لہذا حکومت نے اس طرح کے معاملات میں مندرجہ ذیل لائحہ عمل طے کیا ہے:

(i) جہاں اوٹا اور چبوترے اینٹ اور پتھر سے تعمیر کیے گئے تھے، وہاں ہونا چاہیے۔ سابق مالکان کے پاس رہنے کی اجازت دی جانی چاہئے اور اس کے تحت زمین کو مدھیہ پردیش مالکانہ حقوق ایکٹ 1950 (1951 کا 1) کی دفعہ 5 (اے) کے تحت حکومت کے ذریعے طے کردہ شرائط و ضوابط پر ان کے ساتھ طے کیا جانا چاہئے۔ اور

(ii) جہاں اوٹا اور چبوترے کچھڑ میں ہوں، ان کے نیچے کی زمین کو سمجھا جائے۔ ریاستی حکومت کو تفویض کیا گیا ہے۔

لیکن اس پریس نوٹ کے جاری ہونے کے بعد حکومت نے بظاہر اپنے لاء افسران کے مشورے پر 22 جون 1954 کو ڈپٹی کمشنرز کو ہدایات جاری کیں کہ وہ تمام سابق مالکان کو ایک ماہ کا نوٹس دیں کہ وہ مواد کو ہٹا دیں، اوٹوں اور چبوتروں کی جگہ کو صاف کریں۔ اس کے مطابق 13 جولائی 1954 کو مدعا علیہ کو ایک نوٹس جاری کیا گیا۔

اس سے ناراض ہو کر مدعا علیہ نے ناگپور ہائی کورٹ میں آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ایک عرضی دائر کرنے کو ترجیح دی جس میں معاوضہ افسر اور اپیلیٹ اتھارٹی کے ذریعے جاری کردہ احکامات کے ساتھ ساتھ مدھیہ پردیش کی ریاستی حکومت کے 22 جون کے حکم کو منسوخ کرنے کے لئے ایک رٹ جاری کی جائے۔ 1954، اور اس کی تعمیل میں 13 جولائی، 1954 کو نوٹس جاری کیا گیا۔ ہائی کورٹ نے عرضی کو منظور کرتے

ہوئے مذکورہ احکامات کو خارج کر دیا اور ریاستی حکومت کو ہدایت دی کہ وہ بھیو پور کے خسرہ نمبر 61/1 کے پورے علاقے کو مدعا علیہ کے ساتھ ایسی شرائط و ضوابط پر طے کرے جو اس کے ذریعے طے کی جائیں۔ واضح رہے کہ خسرہ نمبر 61/1 کا پورا رقبہ 12.85 ایکڑ یا اس سے زیادہ ہے۔ ریاست مدھیہ پردیش نے آئین کے آرٹیکل 133 (ایل) (سی) کے تحت ہائی کورٹ سے سرٹیفکیٹ مانگا تھا۔ لیکن سرٹیفکیٹ نہیں دیا گیا۔ اس کے بعد آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت اس عدالت کے سامنے خصوصی اجازت کی درخواست دائر کی گئی۔ اس عدالت نے 18 مارچ 1957 کے اپنے حکم کے ذریعے اجازت دی تھی۔ اس طرح اپیل ہمارے سامنے آئی ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہائی کورٹ نے مدعا علیہ کی عرضی کو اس نقطہ نظر پر منظور کیا تھا کہ اوٹ اور چبوترہ وغیرہ قانون کی دفعہ 5 (اے) کے تحت عمارتیں ہیں اور اس کے نتیجے میں ریاستی حکومت ان کے ذریعے احاطہ کی گئی زمین کو سابق مالکان کے پاس آباد کرنے کی پابند ہے۔ سرٹیفکیٹ دینے کے لئے ہائی کورٹ میں دی گئی درخواست میں درج ذیل تین بنیادیں اٹھائی گئی تھیں:

5- اس کے لئے غیر درخواست دہندہ کے دعوے کے مطابق کل مارکیٹ کا رقبہ صرف 2.85 ہے اور خسرہ نمبر 61/1 میں 12.85 ایکڑ کے پورے آبادی علاقے کو سابق مالک کے ساتھ حل نہیں کیا جاسکتا ہے۔

6- اس کے لئے بازار کے علاقے میں اوٹوں اور چبوتروں کو 1941 کے ایکٹ 1 کی دفعہ 4 (1) (اے) کے ساتھ دفعہ 4 (1) (اے) کے تحت زیر غور عمارت قرار نہیں دیا جاسکتا تھا اور قانون کے تحت سابق مالک کے ساتھ تصفیہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔

(الف) کی دفعہ 5 (الف) میں بیان کردہ عمارتیں وہ عمارتیں ہیں جو آبادی میں واقع ہیں نہ کہ بازاروں میں کھڑی ہیں حالانکہ بازار آبادی میں بھی واقع ہو اور بازار میں اوٹ اور چبوترے وغیرہ اس کا لازمی حصہ ہونے کی وجہ سے زرعی یا گھریلو مقاصد کے لئے استعمال ہونے والی دیگر عمارتوں سے واضح طور پر مختلف ہیں۔

تاہم، یہ پیرا سے ظاہر ہوگا۔ ہائی کورٹ کے اس حکم کی دوسری دفعہ جس میں اس بات کا سرٹیفکیٹ دینے سے انکار کیا گیا تھا کہ ریاست کے فاضل ایڈوکیٹ جنرل نے قانون کی دفعہ 5 (اے) میں لفظ ”عمارتوں“ کو ہائی کورٹ کے ذریعہ دیئے گئے معنی کی صداقت کو چیلنج نہیں کیا تھا۔ لیکن انہوں نے جو دلیل پیش کی وہ یہ تھی کہ اوٹا اس اور چبوتڑے کے الفاظ گاؤں کی آبادی پر کھڑے ڈھانچوں تک محدود ہونے چاہئیں، سوائے اس کے جس پر بازار لگایا گیا تھا، جو دفعہ 4 (ایل) (اے) کے تحت ریاست میں ہے۔ حالانکہ ہمارے سامنے مسٹر بندرانے اس دلیل کو دہرایا، جس پر اصل میں ہائی کورٹ میں زور دیا گیا تھا کہ ایکٹ کی دفعہ 5 (اے) میں اوٹا اور چبوتڑوں کو اس لفظ کے معنی کے اندر عمارت نہیں مانا جاسکتا ہے۔ ان کے مطابق یہ رعایت فاضل وکیل نے دی تھی۔ جنرل قانون کے سوال پر تھے اور ریاست اس رعایت کو واپس لینے کی حقدار ہے۔

ہماری رائے میں یہ سوال کہ آیا اوٹا اور چبوتڑے ”عمارتوں“ کی اصطلاح کے دائرے میں آتے ہیں، خالصتاً قانون میں سے ایک نہیں ہے اور ریاست اس رعایت کو واپس لینے کی حقدار نہیں ہے۔ خصوصی اجازت کی عرضی میں بنیاد نمبر 5 اور 6 سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس عدالت کے سامنے جس چیز پر زور دینے کی کوشش کی گئی تھی وہ دراصل درخواست کی حمایت میں فاضل ایڈوکیٹ جنرل کی طرف سے دباؤ ڈالا گیا تھا۔ سرٹیفکیٹ کی منظوری۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے مسٹر بندرا کو اس دلیل پر زور دینے کی اجازت دی کہ ایکٹ کی دفعہ 5 (اے) میں اوٹا اور چبوتڑے ”عمارتوں“ کی اصطلاح میں شامل نہیں ہیں۔

ایکٹ کی دفعہ 5 (اے) کا متعلقہ حصہ اس طرح ہے:

دفعہ 47 اور 63 کی دفعات کے تحت تمام کھلے انکلوژرز جو گھریلو مقاصد کے لئے استعمال ہوتے ہیں اور 1948-49 سے فوراً پہلے بارہ سال تک مسلسل قبضے میں رہتے ہیں۔ غور و خوض کے لئے خریدے گئے تمام کھلے گھر کی سائٹیں؛ عمارتیں..... گاؤں کی کسی ایسی جگہ کی حدود کے اندر جس کا تعلق باہر جانے والے مالک یا کسی دوسرے شخص سے ہے، اس طرح کے مالک یا کسی دوسرے شخص کے پاس رہنا جاری رہے گا۔ اور اس کے علاقوں کے ساتھ اس کی زمین کو ریاستی حکومت ان شرائط و ضوابط پر اس کے ساتھ طے کرے گی جو وہ طے کرے گی۔

’گاؤں کی جگہ سے مراد کسی جاگیر یا محل میں آبادی ہے۔

دفعہ 5 (اے) ایکٹ کی دفعہ 4 (1) (اے) سے مستثنیٰ ہے۔ شک کی بات یہ ہے کہ دفعہ 4 (1) (اے) میں اس زمین کی حالت میں سرمایہ کاری کا اہتمام کیا گیا ہے جس پر بازار لگایا جاتا ہے۔ لیکن دفعہ 5 (اے) کے ساتھ اس دفعہ کو پڑھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جہاں آبادی زمین کے کسی بھی حصے پر مالک کی کوئی عمارت موجود ہے، اس زمین کے ساتھ ساتھ ان عمارتوں کی زمین کو سابق مالک کے ساتھ آباد کرنا ہوگا۔ جس زمین پر بازار لگایا جاتا ہے وہ گاؤں کی آبادی کی زمین کا حصہ ہے اور اس لئے ایسی زمین پر کھڑی تمام عمارتیں ایکٹ کی دفعہ 5 (اے) کے تحت آئیں گی اور انہیں سابق مالک کے ساتھ طے کرنا ہوگا۔

لہذا سوال صرف یہ ہے کہ کیا اوٹا اور چوٹرا کو عمارتوں کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ اس شق کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں سابق مالک نے گاؤں کی جگہوں کی حدود میں کسی چیز کی تعمیر پر پیسہ خرچ کیا ہے، وہاں اس چیز کو اس کے ساتھ طے کرنا پڑا۔ لہذا لفظ ”عمارتیں“ 1 کو اس کے لغوی معنی دیئے جانے چاہئیں کیونکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو تعمیر کی گئی ہے۔ تاہم مسٹر بندرا کی دلیل یہ ہے کہ کسی ڈھانچے کو عمارت کے طور پر تسلیم کرنے کے لئے اس کی دیواریں اور چھت ہونی چاہئے اور اس دلیل کی حمایت میں انہوں نے مور بنام ولیمز ((1892) 1 کیوبی 217) فیصلے پر بھروسہ کیا۔ اس معاملے میں لارڈ ایشر نے مشاہدہ کیا ہے کہ عمارت کی اصطلاح سے مراد عام طور پر چھت سے ڈھکے ہوئے اینٹ اور پتھر کے تمام احاطے ہیں۔ لیکن انہوں نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ اس لفظ کو جو معنی دیے جائیں گے اس کا انحصار اس بات پر ہونا چاہیے کہ اس لفظ کو کس طرح استعمال کیا جاتا ہے اور جس سیاق و سباق میں اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ وہاں میٹر و پولیٹن بلڈنگز ایکٹ، 1855 (10 & 19 Vict. c. 122) کی دفعات پر غور کیا جا رہا تھا جو رہائشی مکانات سے متعلق تھا۔ انہوں نے مورسین بنام کمشنرز آف لینڈ ریونیو ((1915) 1 کے بی 176 پر 722) کے فیصلے پر بھی بھروسہ کیا۔ ان یہ معاملہ فنانس (10-1909) ایکٹ، 1910 (10 میگاواٹ 7 سی 8) کے تحت تھا۔ جن مشاہدات پر انہوں نے بھروسہ کیا وہ درج ذیل ہیں:

یہ بالکل واضح ہے کہ اظہار عمارتوں کا مطلب وہ سب کچھ نہیں ہے جسے کسی بھی طرح سے تعمیر کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے: اس کا مطلب عمارتوں سے زیادہ تنگ معنی میں عمارتیں ہیں، کیونکہ ایک محدود طبقے کے دیگر ڈھانچے بھی ہیں جن کو ذیلی دفعہ کی شرائط کے تحت بھی مد نظر رکھا جاسکتا ہے۔

ان مشاہدات سے ان کی مدد کرنا تو دور کی بات ہے وہ واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ لفظ "عمارتوں" کو قدرتی یا عام معنی دینے کے لئے ایک ایسی چیز ہے جو تعمیر کی گئی ہے۔ اگر قانون کی دفعات کوئی اور معنی دینے کا جواز پیش کرتی ہیں تو اس معنی میں ترمیم کی جائے گی۔ آخر میں انہوں نے سیمول سماں بمقابلہ پارک وے آٹو سپلائیز (49 اے آئی آر 1361 پر 1363) کے فیصلے پر بھروسہ کیا۔ انہوں نے جن مشاہدات پر بھروسہ کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

'اپنے عام معنوں میں عمارت کا لفظ ایک ڈھانچے یا عمارت کو ظاہر کرتا ہے جس میں اس کی دیواروں کے اندر ایک جگہ شامل ہے اور عام طور پر چھت سے ڈھکی ہوتی ہے، جیسے گھر، گرجا گھر، دکان، گودام یا شیڈ۔

'عمارت' کا لفظ زمین پر تعمیر کی ہر قسم کو شامل کرنے کے لئے نہیں رکھا جاسکتا ہے، جیسے باڑ، دروازے یا اس طرح کے دیگر ڈھانچے۔ اس کے وسیع تر معنوں میں دیکھا جائے تو اس کا مطلب صرف ایک تعمیر ہو سکتا ہے جس کا مقصد رہائش گاہ کے طور پر استعمال اور پیشے یا تجارت، تیاری، زیورات یا استعمال کے کسی مقصد کے لئے ہے، جس میں کچڑا یا عمارت، جیسے گھر، اسٹور، چرچ، شیڈ شامل ہیں.....

ان مشاہدات کو اس ایکٹ کے تناظر میں غور کیا جانا چاہئے جس کا مطلب لیا جا رہا تھا اور جس تناظر میں وہ بنائے گئے تھے۔ وہاں عدالت کو اس بات پر غور کرنا پڑا کہ کیا پٹرول پمپوں کی تعمیر اور ریزرین پٹرول ٹینکوں اور گڑھوں کی تعمیر ایک محدود عہد کے اندر ہے جس میں کنکریٹ کے اطراف ڈوب گئے ہیں کہ کسی بھی قسم کی عمارت کسی سڑک کے ایک مخصوص فاصلے کے اندر تعمیر یا برقرار نہیں رکھی جائے گی۔ عدالت کے مطابق، خاص تناظر میں عمارتوں کو اس کے مقبول معنی دیے جانے تھے۔ لہذا یہ معاملہ اپیل کنندگان کی مدد نہیں کرتا۔

ہماری رائے میں ہائی کورٹ کا یہ کہنا بالکل درست تھا کہ ایکٹ کی دفعہ 5 (اے) میں استعمال ہونے والی 'بلڈنگ' کی اصطلاح کے تحت آنے والے اوٹوں اور چہوتروں کو بھی مدعا علیہ کے ساتھ طے کیا جانا چاہیے۔

مسٹر بندرانے نشاندہی کی کہ ہائی کورٹ نے حکومت کو مدعا علیہ پر پورے خسرہ نمبر 61/1 کو نمٹانے کے لئے کہنے میں غلطی کی کیونکہ اس کا رقبہ 12.85 ایکڑ ہے، لیکن ڈھانچے کے ذریعہ احاطہ کی گئی زمین، بشمول قابل ذکر زمین، 2.85 ایکڑ سے زیادہ نہیں ہے۔ مدعا علیہ کے وکیل مسٹر پرشوتم ترم داس نے فوری طور پر اس

حقیقت کو تسلیم کیا اور کہا کہ ہائی کورٹ نے نگرانی کے ذریعے غلطی کی ہے اور مدعا علیہ صرف 2.85 ایکڑ زمین چاہتا ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہتا ہے۔ مسٹر بندرانے اس کے بعد کہا کہ حکومت کو زمین کے کسی خاص علاقے کو آباد کرنے کی ہدایت دینا مناسب نہیں ہوگا اور یہ ریونیو حکام پر چھوڑ دیا جانا چاہئے کہ وہ ان ڈھانچوں کے ذریعہ احاطہ کردہ صحیح علاقے اور ان مختلف ڈھانچوں کو الگ کرنے والے راستوں کا تعین کریں۔ ہم اس سے متفق ہیں۔ حکومت کو یہ ہدایت دینا کافی ہوگا کہ وہ مدعا علیہ کے ساتھ اس بات کا تصفیہ کرے کہ ان ڈھانچوں کے تحت آنے والی پوری زمین اور کھسرہ نمبر 61/1 سے ان ڈھانچوں کو دی جانے والی زمین کا تصفیہ کیا جائے۔ اس زمین کا رقبہ کیا ہوگا اس کا تعین تصفیہ کی کارروائی کے دوران کیا جانا ہے۔ اس ترمیم کے ساتھ ہم اخراجات کے ساتھ اپیل کو مسترد کرتے ہیں۔

اپیل خارج کر دی گئی۔